عرب کی شاعری

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید حسن نقوی اجتہادی

شاعری عموماً دماغ کے بہترین خیالات کو ایک خاص قسم کی قواعد کے مطابق جمع کر دینا ہے۔ شاعری تقریباً دماغ کی فرصت یا رنج کا نتیجہ ہوتی ہے تو گویا ذہن کا ایک تاثر شاعری کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض لوگوں میں ان تاثرات کے اظہار کا ایک خاص ملکہ پیدا ہو جاتا ہے اور ایسے لوگ بہت بڑے شاعر ہو جاتے ہیں، اور کچھ لوگوں میں یہ مسئلہ نہیں ہوتا لہٰذا وہ اس جوہر سے خالی ہی رہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ شاعری ماحول کے کیف وحسن اور رعنائی و دیدہ زیبی سے یا انتہائی غم ناک اثرات کے احساس سے پیدا ہوتی ہے لیکن جس وقت غم کے اثرات لاحق ہوں اس وقت شعر میں وہ رنگین وحسن اور چلبلا پن نہیں ہوتا، کیونکہ شعر، شاعر کی ذہنی کیفیات کا آئینہ دار ہوتا ہے شعر جتنا پر کیف ماحول اور دلفریب مواقع پر کہا جائے اتنا ہی رنگین ہوتا ہے تو اب اس قسم مذکور کے لئے اگر یہ کہا جائے کہ سبزہ زاروں کی دلفریبی گلستانوں کی دیدہ زیبی، آبشاروں کی مستی، غنچوں کی رعنائی، ڈالیوں کا جھومنا وغیرہ، جب ایسی چیزیں ذہن پر اثر انداز ہوتی ہیں تو شاعری کا وجود ہوتا ہے تو غلط نہ ہوگا۔

ماحصل یہ ہوا کہ ذہنی کیفیات کے اثرات چاہے جس قسم کے بھی ہوں ان کا خارج میں قواعد معینہ کی بنا پر ظاہر کرنا شاعری ہے۔

عربوں کی زندگیاں اس قسم کے حسین ماحول سے خالی تھیں، حد سے زیادہ وہ سماجی اور اقتصادی کشمکش میں مبتلا رہتے تھے، لباس وطعام ومکان جو انسان کی زندگی کے لئے سب سے اہم چیزیں ہیں انھیں کی، وہاں سب سے زیادہ کمی تھی اور اسی تنگی کی وجہ سے یہ قوم جاہل تھی اور مشہور بھی یہی ہے۔ اسی سبب سے وہاں کے لوگ کافی جنگجو ہو گئے جو ان کی جہالت کا ثبوت بنتی (رہیں) ہے اکثر جنگیں پانی اور کھانے ہی کے متعلق ملتی ہیں جو (جن کو) ہر صاحب نظر جانتا ہے یہ لوگ صحرانورد و بادیہ نشین تھے اس کے علاوہ مختلف (صناف واق) کے سخت مصائب میں مبتلا رہتے تھے اس کے باوجود بھی میرے خیال میں شاعری کا جتنا ذخیرہ عربی میں ہے اتنا شاید ہی کسی زبان میں ہو۔

عرب بالکل جاہل اور ان پڑھ ہوتے تھے لکھنا پڑھنا بالکل نہیں جانتے تھے اسی وجہ سے ان کا جتنا کلام ہم کو ملا ہے اس سے زیادہ مفقود ہو چکا ہے سب سے بڑا اور قابل تعجب امر یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے اور غیروں کے لاکھوں شعر یاد ہوتے تھے جو نسلاً بعد نسلٍ میراث کے طور پر ایک دوسرے کے سپرد کر دیئے جاتے تھے اور ہر شاعر کے ساتھ ایک آدمی رہتا تھا جو تقریباً شاگرد کی حیثیت رکھتا تھا اور اپنے استاد کے اشعار محفوظ رکھتا تھا خیر نظم کے لئے مشہور ہے کہ بہت جلد یاد ہو جاتی ہے، لیکن یہ لوگ نثر میں بھی پورے پورے خطبے بغیر تغیر الفاظ کے یاد رکھتے تھے ادھر کسی مقرر نے تقریر کی اور ادھر ایک ہی مرتبہ سن کر ان کو حفظ ہو جاتی تھی عرب ایک جاہل قوم ہونے کے باوجود بھی بہت سے صفات کے حامل تھی جن کا بیان کرنا موضوع سے خارج ہے اور صاحبان نظر پر روشن ہے۔

بہر حال ان حالات مذکورہ کے بعد طبعی طور پر چاہئے تھا کہ ان لوگوں کے کلام میں رنگینی نہ ہو لیکن نہیں بلکہ ان کے رنگین کلام بھی ملتے ہیں یہ لوگ فطرتاً شاعر پیدا ہوتے تھے اور نہایت ہی تیز، ذکی اور ذوفہم ہوتے تھے اسباب طبعیہ نے انھیں استقلال، حریت، شجاعت کے بیش بہا جواہر بخشے۔

عربی شاعری کا آغاز

سابق میں لکھا جا چکا ہے کہ عربوں پر بدویت غالب تھی، یہ لوگ صحرا نورد و خانہ بدوش تھے ہمیشہ آب و گیاہ کی جستجو میں اونٹوں پر سفر کیا کرتے تھے، اونٹوں کی چال سے جو ایک خاص قسم کی موزوں آواز پیدا ہوتی تھی جس کو یہ لوگ الفاظ کا جامہ پہنا کر اس صدا سے زیر و بم میں ملا دیتے تھے۔ اس کی بعینہ ایسی مثال ہے کہ جیسے امیر خسرو نے آدھی رات کی نوبت کی تال میں یہ الفاظ ملا دیئے، نان کہ خوردی خانہ برد، عنان کہ خوردی خانہ برد، خانہ بر داغ اسی طرح نداف کی دھنکی کی تال میں یہ الفاظ ملا دیئے، درپۂ جانان جان ہم رفت، جان ہم رفت، جام ہم رفت الخ اسی طرح صدیوں سے پہلے صحرا نورد شتر بانوں کو اونٹوں کے پاؤں کی تال دار آواز نے موزونیت ظاہر کرا دی جب عرب لوگ قدرتی حسین مناظر کو دیکھتے تھے تو ان میں عشق، محبت اور شجاعت کے جذبے پیدا ہو جاتے تھے اور جذبے اونٹوں کے پاؤں کی تال دار آواز سے موزوں ظاہر ہونے لگتے تھے۔ پھر رفتہ رفتہ مسجع اور موزوں فقرے ان کی زبانوں سے نکلنے لگے اور ان کو رجز کہتے تھے اور یہی ابتدائی حدی کا کام دیتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حدی خوانی ہی شاعری کی منزل اول ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ان لوگوں کے ذہن خداداد صلاحیتوں کے حامل تھے جو پوشیدہ تھے، اسی طرح کہ جس طرح زمین کے سینہ میں جواہرات یا بطن صدف میں در ملیح یا سربمہر کلیوں میں نگہت، اونٹ کے پاؤں کی آواز نے ان کی تیز طبیعتوں کو چھیڑ دیا اور وہ پوشیدہ جواہر ابل پڑے۔

شاعر رجز میں اپنے جذبات نفیسہ کا اظہار کرتا تھا، اپنے مرنے والوں کا مرثیہ کہتا تھا، اور اپنے دشمنوں کی ہجو کرتا تھا جب دو حریف مقابلہ کرتے تھے تو جوش میں رجز پڑھتے تھے یہ دو چار شعر ہوتے تھے مگر نقارہ جنگ سے زیادہ مفید ثابت ہوتے تھے، پھر اس کے بعد قصیدہ کی ابتداء ہوئی اور یہ لوگ اس کمال کو پہنچ گئے کہ یہ شاعری کے اور شاعری ان کی ہو گئی۔ یہ کمال چھٹی صدی عیسوی میں حاصل ہو چکا تھا۔

عربی شاعری کا آدم کون تھا، موجد شاعری کا کون تھا؟ اس کا جواب بہت مشکل ہے، ہم کسی کو شاعری کا موجد نہیں کہہ سکتے اور یہ بھی خیال غلط ہے کہ ۵۰۰ء سے شاعری کی ابتداء ہوئی۔ بظاہر اس سے قبل کی شاعری اس سے کچھ مختلف تھی لہٰذا لوگ اس تبدیلی کو آغاز شاعری کہنے لگے ۵۰۰ء کی شاعری اس قدر کمال کو پہنچی ہوئی تھی کہ یہ کسی طرح قرین قیاس نہیں ہے کہ یہ اسی صدی کی ساختہ پرداختہ ہے پہلے بھی کہا جا چکا ہے کہ یہ لوگ جاہل اور بے پڑھے لکھے ہوتے تھے اس لئے وہ اپنے کلام کو مدون نہ کر سکے ان کا کلام صرف چند پشتوں تک سینہ بسینہ چلتا رہتا تھا اور اس کے بعد امتداد زمانہ، اور انقلاب زمانہ سے نسیاً منسیاً ہو جاتا تھا جن مسلمانوں نے ان کے کلام کی تدوین کی ان کو زیادہ سے زیادہ دو سو برس پہلے کا کلام راویوں کے سینوں میں محفوظ ملا۔ باقاعدہ طور پر اشعار جاہلیت کی تدوین آٹھویں صدی عیسوی میں ہوئی، اس وقت راویوں کو صرف دو ڈھائی سو برس قبل کا کلام، یعنی ۵۰۰ء کا کلام یاد تھا اسی اعتبار سے عربی لٹریچر کی ابتدا ۵۰۰ء سے قائم کی جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ مہلہل کو عربی شاعری کا آدم کہا جا سکتا ہے اس کے بعد اس کے بھانجے امراء القیس نے تو شاعری کو معراج دے دی۔ ❀❀❀